خطبہ جمعہ

ہر ایک نفس اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق انوارِ الٰہیہ کو قبول کرتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔

جو نماز کی حفاظت کرے گا یہ اسکے لئے قیامت کے دن نور اور برہان اور نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت النور کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۲/ جولائی ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۲/ وفا ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۴۴) وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالے اور وہ مومنوں کے حق میں بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بُریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ میں سے کوئی بھی جس جگہ فوت ہوگا، قیامت کے دن وہاں کے لوگوں کے لئے بطور قائد اور نُور مبعوث کیا جائے گا۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب)

علامہ شہاب الدین آلوسیؒ سورۃ الاحزاب کی آیت ﴿هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب: ۴۴) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ﴿لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ یعنی وہ تمہیں معاصی کے اندھیروں سے اطاعت کے نور کی طرف لاتا ہے۔

طبرسیؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہے کہ اللہ اپنے بارے میں لاعلمی اور جہالت سے نکال کر اپنی معرفت کی طرف لاتا ہے کیونکہ جہالت اور لاعلمی سب اشیاء سے زیادہ ظلمت کے ساتھ مشابہ ہے اور معرفت سب اشیاء سے زیادہ نور کے ساتھ مشابہ ہے۔

ابن زید کہتے ہیں کہ وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف نکالتا ہے۔

مقاتل کہتے ہیں کہ کفر سے ایمان کی طرف نکالتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ آگ سے نکال کر جنت کی طرف لے آتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ قبروں سے نکال کر اٹھاتا ہے یعنی بعث بعد الموت کرتا ہے۔

(تفسیر روح المعانی از علامہ شہاب الدین آلوسیؒ تفسیر سورۃ الاحزاب آیت ۴۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"افرادِ بشریہ عقل میں، قویٰ اخلاقیہ میں، نورِ قلب میں متفاوت المراتب ہیں۔ تو اسی سے وحی ربانی کا بعض افرادِ بشریہ سے خاص ہونا یعنی اُن سے جو من کل الوجوہ کامل ہیں بہ پایہ ثبوت پہنچ گیا۔ کیونکہ یہ بات تو خود ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ ہر ایک نفس اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق انوارِ الٰہیہ کو قبول کرتا ہے۔ اُس سے زیادہ نہیں۔ اس کے سمجھنے کے لئے آفتاب نہایت روشن مثال ہے کیونکہ ہر چند آفتاب اپنی کرنیں چاروں طرف چھوڑ رہا ہے۔ لیکن اس کی روشنی قبول کرنے میں ہر یک مکان برابر نہیں۔ جس مکان کے دروازے بند ہیں۔ اس میں کچھ روشنی نہیں پڑ سکتی۔ اور جس میں بمقابل آفتاب ایک چھوٹا سا روزنہ ہے، اس میں روشنی تو پڑتی ہے مگر تھوڑی۔ جو بکلّی ظلمت کو نہیں اٹھا سکتی۔ لیکن وہ مکان جس کے دروازے بمقابل آفتاب سب کے سب کھلے ہیں اور دیواریں بھی کسی کثیف شے سے نہیں بلکہ نہایت مصفّٰی اور روشن شیشہ سے ہیں۔ اُس میں صرف یہی خوبی نہیں ہوگی کہ کامل طور پر روشنی قبول کرے گا۔ بلکہ اپنی روشنی چاروں طرف پھیلا دے گا۔ اور دوسروں تک پہنچا دے گا۔ یہی مثال مؤخر الذکر نفوسِ صافیہ انبیاء کے مطابق حال ہے۔"

(براہین احمدیہ۔ پہلی فصل۔ روحانی خزائن۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹۔ بقیہ حاشیہ ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"ملائکہ اور رُوح القدس کا تنزّل یعنی آسمان سے اُترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلامِ الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ رُوح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دُنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں تب دُنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتو پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خودبخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے"

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳۔ صفحہ ۱۲، حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"درود شریف کے طفیل .... میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت ﷺ کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو"۔

(الحکم۔ بتاریخ ۲۸/ فروری ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان

کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذا مَاصَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ"۔

(حقیقۃ الوحی۔ حاشیہ صفحہ ۱۲۸۔تذکرہ۔ صفحہ ۷۷۔ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فارسی شعر کا ترجمہ ہے:

تُو دونوں جہان کا نُور ہے، مَیں نے تجھے پہچان لیا ہے۔ سب بدن ہیں اور تُو جان ہے، مَیں نے تجھے پہچان لیا ہے۔(الفضل۔ ۱۹/ جون ۱۹۱۳ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام میں سے چند اشعار کا ترجمہ:

اے دلبر۔ محبوب اور دلدار۔ اے جہاں کی جان اور نُوروں کے نُور۔ تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے۔ تُو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں۔ تُو دُور ہے مگر جان سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ تُو نُور ہے مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ۔ تیرے جمال کی نمائش کے لئے مَیں ہر چیز کو آئینہ سمجھتا ہوں۔ ہر ذرّہ تیرا نُور پھیلاتا ہے۔ ہر قطرہ تیری توصیف کی نہریں بہاتا ہے۔ مَیں تیرے ذکر کی برکت سے انوار دیکھتا ہوں، آہ وزاری کرنے والے عاشقوں کی جماعت میں۔(سرمہ چشم آریہ)

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ. فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِاللّٰہِ. اُوْلٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾(سورۃ الزمر:۲۳)

پس کیا وہ کہ جس کا سینہ اللہ اسلام کے لئے کھول دے پھر وہ اپنے ربّ کی طرف سے ایک نور پر (بھی) قائم ہو (وہ ذکر سے عاری لوگوں کی طرح ہو سکتا ہے)۔ پس ہلاکت ہو ان کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے (محروم رہتے ہوئے) سخت ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حدیث ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا اور کہا کہ جو اِس کی حفاظت کرے گا یہ اُس کے لئے قیامت کے دن نُور اور برھان اور نجات کا ذریعہ بن جائے گی۔ اور جو اِس کی حفاظت نہیں کرے گا، اُس کے لئے کوئی نُور اور برھان اور نجات نہیں ہو گی اور ایسا شخص قیامت کے روز قارون اور فرعون اور ھامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔(مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت بُرَیْدہ الأسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اندھیروں کے دوران مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام (عطا ہونے) کی بشارت دے دو۔(ترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ)

علامہ فخر الدین رازی سورۃ الزمر کی آیت ﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ کے تحت ﴿فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ یہاں نور سے مراد ہدایت اور معرفت ہے۔ جب تک پہلے شرح صدر حاصل نہ ہو نور پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر نفسانی قوت غالب ہو تو دلائل کے سننے سے مطلقاً فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ دلائل کا سننا بسا اوقات سنگدلی اور شدید نفرت کا باعث بنتا ہے۔

علامہ ابن حیّان اندلسی لکھتے ہیں:

"شرح صدر سے مراد سینے کا ایمان، خیر، نور اور ہدایت کو قبول کرنا ہے۔ آنحضورؐ سے استفسار کیا گیا کہ انشراح صدر کیسے حاصل ہو۔ فرمایا جب نور دل میں داخل ہو گا تو اس سے انشراح اور دلوں کو انبساط حاصل ہو جائے گی۔ ہم نے عرض کی اس کی علامت کیا ہو گی۔ فرمایا ہمیشہ کے گھر یعنی آخرت کی طرف میلان، دنیا سے کنارہ کشی اور موت سے قبل موت کی تیاری ہے"۔(بحر محیط)

علامہ ابن حیّان اندلسی سورۃ الزمر کی آیت ﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ کے تحت ﴿فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ "اس میں نور سے مراد وہ لطف الٰہی ہے جو آنحضورؐ پر خدا تعالیٰ کے بروجِ رحمت سے نشانات کا ظہور اور نازل ہونے کے مشاہدہ کے وقت جلوہ افروز ہوا جس کی بدولت حق کی طرف ہدایت کی توفیق ملتی ہے"۔(روح المعانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص اپنے دل میں ایک نور رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا صدق اور اخلاص ظاہر کر دیتا ہے اور جو دل میں خبث اور شرارت رکھتا ہے اُس کو بھی کھول کر دکھا دیتا ہے اور کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی۔"(الحکم جلد ۱۰۔نمبر ۱۔ بتاریخ ۱۰/جنوری ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"نشان اور معجزہ ہر ایک طبیعت کے لئے ایک بدیہی امر نہیں جو دیکھتے ہی ضروری التسلیم ہو بلکہ نشانوں سے وہی عقلمند اور منصف اور راستباز اور راست طبع فائدہ اٹھاتے ہیں جو اپنی فراست اور دُور بینی اور باریک نظر اور انصاف پسندی اور خدا ترسی اور تقویٰ شعاری سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ ایسے امور ہیں جو دنیا کی معمولی باتوں میں سے نہیں ہیں اور نہ ایک کاذب اُن کے دکھلانے پر قادر ہو سکتا ہے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ امور انسانی بناوٹ سے بہت دُور ہیں اور بشری دسترس سے برتر ہیں اور اُن میں ایک ایسی خصوصیت اور امتیازی علامت ہے جس پر انسان کی معمولی طاقتیں اور پُر تکلف منصوبے قدرت نہیں پاسکتے اور وہ اپنے لطیف فہم اور نور فراست سے اِس تہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ اُن کے اندر ایک نُور ہے اور خدا کے ہاتھ کی ایک خوشبو ہے جس پر مکر اور فریب یا کسی چالاکی کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح سورج کی روشنی پر یقین لانے کے لئے صرف وہ روشنی ہی کافی نہیں بلکہ آنکھ کے نُور کی بھی ضرورت ہے تا اُس روشنی کو دیکھ سکے اِسی طرح معجزے کی روشنی پر یقین لانے کے لئے فقط معجزہ ہی کافی نہیں ہے بلکہ نورِ فراست کی بھی ضرورت ہے اور جب تک معجزہ دیکھنے والے کی سرشت میں فراستِ صحیحہ اور عقل سلیم کی روشنی نہ ہو تب تک اس کا قبول کرنا غیر ممکن ہے۔ مگر بدبخت انسان جس کو یہ نورِ فراست عطا نہیں ہوا وہ ایسے معجزات سے جو صرف امتیازی حد تک ہیں تسلّی نہیں پاتا اور بار بار یہی سوال کرتا ہے کہ بجز ایسے معجزے کے مَیں کسی معجزے کو قبول نہیں کر سکتا کہ جو نمونہ قیامت ہو جائے۔"(براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱۔ صفحہ ۴۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے فارسی شعر میں کہتے ہیں:

اے وہ جس نے قرآن کی طرف سے منہ پھیر لیا ہے اور سرکشی کے گڑھے میں پاؤں رکھا ہے۔ نورِ ہدایت کے سامنے اتنی شیخی نہ مار اور تمسخر اور کھیل سے توبہ کر۔ یہ آنکھ کیسی اندھی اور منحوس ہے جس میں آفتاب ذرّہ کے برابر نظر آتا ہے۔ جب آسمان پر چمکتا ہوا سورج نکل آیا پھر تُو کس طرح اسے مٹی اور گھاس سے چھپا سکتا ہے۔ قرآن کا نُور ایسا نہیں چمکتا ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر سے مخفی رہ سکے۔ وہ تو تمام دنیا کے لئے ہدایت کا چراغ ہے اور جہان بھر کے لئے رہبر اور رہنما۔ جو اس کی عظمت کو دیکھ لیتا ہے، اُسے فوراً خدا یاد آجاتا ہے۔ اور جو تکبر اور دشمنی سے اُس روشنی کو نہیں دیکھتا، وہ اندھا اور خدا کے نُور سے دُور رہتا ہے۔ وہ اُس پاک ذات کے جلالی انوار سے پُر ہے چمکدار سورج بھی اس کے سامنے خاک ہے۔ مرحبا وہ کیا کیا خزانے اسرارِ الٰہی کے رکھتا ہے، میرے جان و دل ان انوار پر قربان ہوں۔ قرآن خدا کے چہرہ کا آئینہ ہے اور اس نے ایک جہان کو خدا کی طرف کھینچا ہے۔ جب وہ پاک نُور ان میں رچ گیا تو پردے میں سے بدرِ کامل چمکا۔ وہ ظلمت کے حجابوں سے دُور ہو گیا اور سراسر نورانی وجود بن گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کے نُور کو پالیا۔ جب خودی چلی گئی تو خدا ظاہر ہو گیا۔ یہ سب خدائے لاشریک کے عاشق خدا کے کلام سے ہی نُور حاصل کرتے ہیں۔ وہ خلقت کی طرف ایک نُورانی وجود بھیجتا ہے تا کہ اس کے نُور سے اندھیرا دُور ہو۔ الہام کا نُور بادِ صبا کی طرح غیب سے اس کے پاس خوشبوئیں لاتا ہے۔ اس طرح وہ کریم پاک اور قادر خدا اس شخص کو روشن آفتاب کی طرح منور کر دیتا ہے۔(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عربی دعا میں فرماتے ہیں:-

اے میرے ربّ! میرے دل پر اُتر اور میرے سینے سے ظہور فرما بعد اس کے کہ مَیں لُوٹا گیا۔ اور میرا دل نورِ عرفان سے بھر دے۔ اے میرے ربّ! تُو ہی میری مراد ہے، پس میری مراد مجھے دیدے۔(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۰۳۔۲۰۴)